

مقامِ صوفی

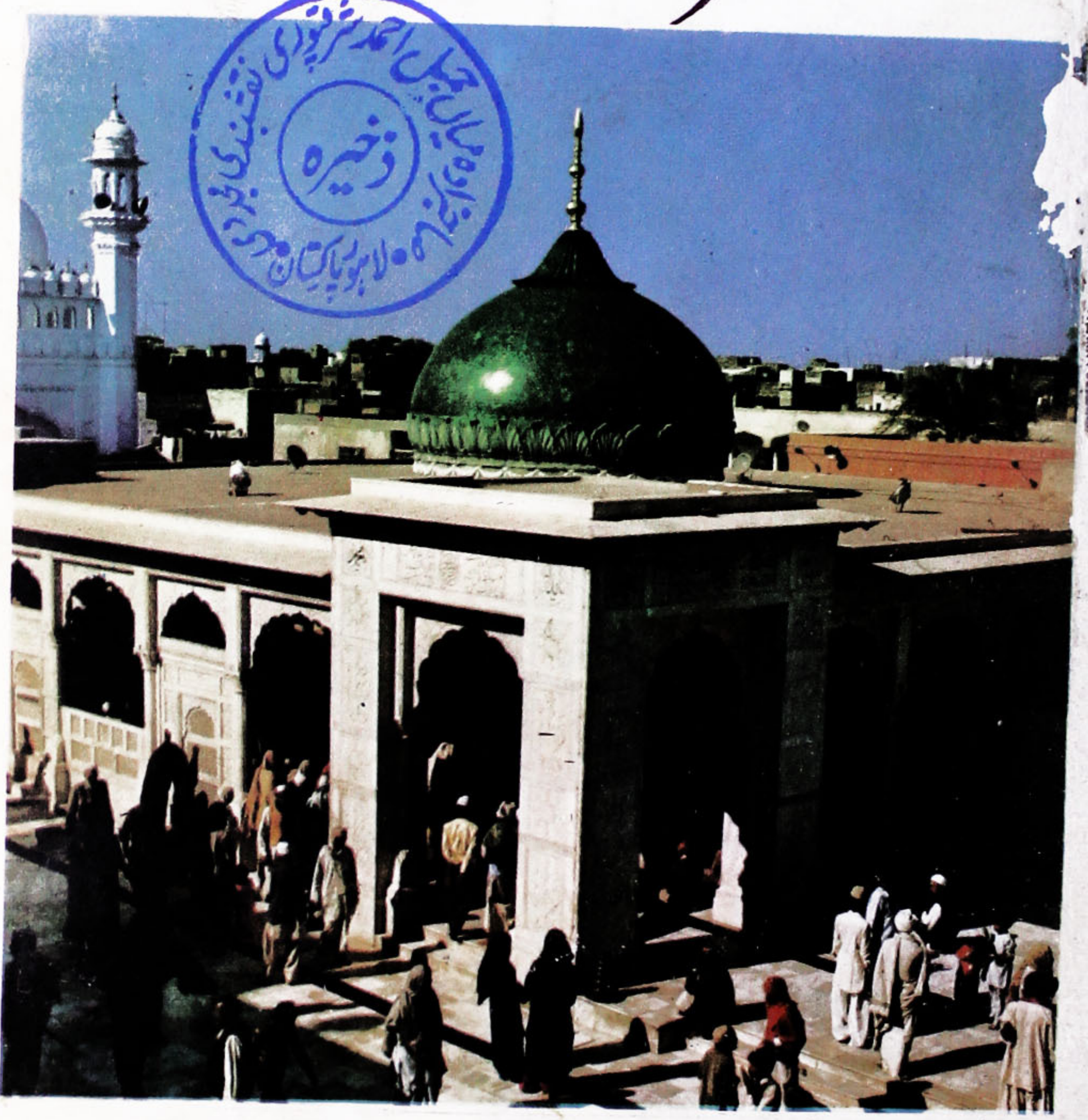
اور

حضرت داتا گنج بخش

کتاب خانہ اسلامیہ لاہور
لاہور
رحمتہ اللہ علیہ
۱۹۵۷ء

783

کتاب خانہ جامعہ اسلامیہ لاہور
لاہور
۱۹۵۷ء



شائع کردہ: خادم الفقراء اے جی سکندر شیخ
شعبہ نشر و اشاعت انجمن خدام الفقراء سٹیٹ ٹاؤن و لنڈی، پاکستان

مقامِ تصوف

اور

حضرت مخدوم سید ابوالحسن علی ہجویری

المعروف بہ

حضرت شاہ تاج بخش

رحمۃ اللہ علیہ

مقام تصوف

تحریر: شیخ جبیلانی الاولیٰ شملہ ولے

۵۵۷. شادمان کالونی لاہور فون ۲۱۱۳۷۲

53521 سوانح حیات حضرت داتا گنج بخش

تحریر: اے. جی سکندر شیخ

سرپرست مرکزی انجمن خدام الفقراء

ای بلاک نمبر ۱۰۹/بی/۳ سٹیلانٹ ٹاؤن راولپنڈی ۸۲۳۷۸۱ فون

نظر ثانی: محمد اسلم چوہدری اسلام آباد پاکستان

تقسیم: فی سبیل اللہ

مطبع: المصنوع / ایگلز پرنٹنگ کارپوریشن لاہور

بموقعہ عرس مبارک.

کتابچہ حاصل کرنے کا پتہ

صوفی محمد یعقوب بیگ القاری ۵/۳ اے سٹریٹ نمبر ۱۲ نیول کالونی اسلام آباد

عبد الغفور عباسی ایڈگرین ہوٹل لیاقت روڈ نزد امپیریل مارکیٹ راولپنڈی، فون ۷۷۳

الحاج گلزار احمد گلزار اسٹیٹ ایجنسی جسٹرو ۱۴ بہاولپور ڈومزنگ ٹونگ لاہور ۵۱۲۵۳ فون

مقامات اولیا

مصنفہ

صاحبزادہ سید افتخار الحسن

مکتبہ رشاد و ہدایت

طارق آباد ، لال پور

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَابْتَغُوا إِلَيْهِ الْوَسِيلَةَ
وَجَاهِدُوا فِي سَبِيلِهِ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ ۝

ترجمہ : اے ایمان والو! خدا سے ڈرتے رہو اور اس کا قرب حاصل کرنے
کا ذریعہ تلاش کرتے رہو اور اس کے رستے میں جہاد کرو تا کہ رستگاری پاؤ۔

مُقَامِ تَصَوُّفٍ

اسلامی نظریہ تصوف

تصوف کی غرض و غایت ہمیشہ سے قرب ذاتِ الہی کا حصول
رہی ہے۔ راہِ تصوف یا راہِ سلوک دراصل اولیائے کرام اور صوفیائے
عظام کے نزدیک تصفیۂ قلب اور تزکیہ نفس کا ایک مخصوص طریقہ
رہا ہے اس طور پر عبادات، ریاضات اور مجاہدات میں مشغول ہونے
سے قلب نہ صرف کدورتوں اور آلائشوں سے پاک ہوتا ہے بلکہ حق
تعالیٰ کی سچی فرمانبرداری اور رسول اکرم صلعم کی کلی اطاعت کا جذبہ
اور شوق سالک کے دل میں جاگزیں ہو جاتا ہے۔ استغنا، توکل
فقر و قناعت، ذکر و فکر اور ایثار جیسے اوصاف صوفی کے اندر
پیدا ہو جاتے ہیں۔ عبد اور معبود کے درمیان جو پردے حائل

ہوتے ہیں۔ آہستہ آہستہ سب اٹھتے جاتے ہیں۔ یہاں تک کہ رُوح
انسانی اپنے کمال تک پہنچ جاتی ہے۔

تصوف اور باطنی اشغال

اگرچہ صوفی باطنی اشغال میں اس لیے مشغول ہوتا ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ
کے احکامات کی پوری طرح اطاعت کرے۔ تاہم وہ ذات باری
تعالیٰ کو عقل کے ذریعے جاننے پر اکتفا نہیں کرتا۔ وہ تو خدا کو اپنے
اند محسوس کرنا چاہتا ہے وہ چشمِ دل سے اُسے دیکھنا چاہتا ہے
وہ اس کے ساتھ ہمیشہ ربط و ضبط کا خواہشمند رہتا ہے اور اس
کے قُرب کا سدا طلب گار ہے سالک چونکہ نورِ حقیقت کی روشنی
سے دیکھتا ہے۔ اس لیے اس کی سُوج بھی نورانی ہو جاتی ہے اور
اس کے نتیجے میں جو واردات اس کے قلب پر وارد ہوتی ہیں اور جو
لذت وہ محسوس کرتا ہے اسے الفاظ کا جامہ پہنانا ممکن نہیں۔
البتہ اس پر کیف کیفیت کی ہلکی سی جھلک علامہ اقبالؒ کے مندرجہ
ذیل شعر میں پائی جاتی ہے۔

شوق میری لے میں ہے شوق میری نلے میں
نغمہ اللہ ہو میرے رگ و پے میں ہے

اسلامی تصوف کی بنیاد

حقیقت یہ ہے کہ اسلامی تصوف کی بنیاد قرآن پاک کی تعلیمات

احادیث نبویؐ، سیرتِ رسولِ پاکِ صلعم، صحابہ کرام کی پاک زندگیوں
 تابعین و تبع تابعین کی پاکیزہ مثالوں اور صالحین کے صالح کردار
 اور ان کی زندگی کے عملی نمونوں پر استوار رہے۔ صوفیائے کرام کی مستند
 تواتر و سوانح حیات سے صاف پتہ چلتا ہے کہ کسی سچے صوفی نے
 کبھی حدودِ شرعیہ سے باہر نکلنے کی کوشش نہیں کی اور نہ ہی ترکِ دنیا۔
 ترکِ اسبابِ ترکِ عمل کو اپنا شعار بنایا۔ بلکہ معاشرتی میل جول کو اس حد
 تک قائم رکھا جس سے فرضِ تبلیغ اور خدمتِ خلق کی ذمہ داری بطریقِ
 احسن نبھائی جاسکے۔ اس سلسلہ میں قرآن حکیم یوں ہماری راہنمائی کرتا ہے
 ”وَاطِيعُ اللّٰهِ وَالرَّسُوْلِ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ ۝“
 ترجمہ : اور خدا اور اس کے رسول کی اطاعت کرو تا کہ تم
 پر رحمت کی جائے۔

اس ارشادِ ربّانی سے نہ صرف ایک ہمہ گیر اسلامی اصول کی
 نشاندہی ہوتی ہے بلکہ اس کی رحمت کے دروازے کھلنے کی کلید
 کا بھی پتہ چلتا ہے۔

تصوّف اور عشقِ رسولِ صلعم

تاریخی شواہد کی روشنی میں یہ بات روز روشن کی طرح عیاں ہے
 کہ اولیائے کرام اور صوفیائے عظام کے فکر و فلسفہ کا محور و مرکز
 اور ان کی تعلیم و تلقین و ترغیب کا سب سے بڑا ہدف لوگوں
 کے دلوں میں جذبہ عشقِ رسولؐ کو راسخ کرنا تھا، اب بھی ہے اور

آئندہ بھی رہے گا۔ محبتِ الہی اور محبتِ رسولؐ کی انتہائی کیفیت کا نام عشق ہے۔ دُنیا کے تصوف میں عشق کو بڑی اہمیت حاصل ہے۔ علامہ قبالؒ فرماتے ہیں۔

بہر کہ عشقِ مُصطفیٰ سامانِ اوست
بحر و بر در گوشہٴ دامانِ اوست

راہِ تصوف میں رُوحانی ارتقاء کے مدارج و منازل اور سلوک کی راہیں کامیابی سے طے کرنے کے لیے ضروری ہے کہ سالک عشقِ الہی اور محبتِ رسولؐ سے سرشار ہو اور ہر قسم کے حرص و ہوا اور جملہ عیوب سے پاک ہو۔

آغاز اصطلاح تصوف

جناب رسولِ پاک صلعم کے زمانے میں نہ کسی کو صوفی، نہ عالم نہ حافظ، نہ قاری، نہ فقیہ، نہ محدث نہ مفسر کہا جاتا تھا البتہ سب سے بڑا وصف صحابی ہونا ہی سمجھا جاتا تھا اس کے بعد تابعی اور پھر تبع تابعین ہونا باعثِ شرف تھا۔ پہلی صدی ہجری تک تصوف کا اصطلاحی مسلک واضح اور متعین نہیں ہوا تھا۔ البتہ دوسری صدی ہجری میں اسلامی سلطنت کا دائرہ وسیع تر ہوتا چلا گیا۔ جیسے جیسے حالات بدلتے رہے تقسیم عمل کی بھی ضرورت پیش آئی۔ حکمرانوں نے نظم و نسق سنبھال لیا اور اہل علم اور ارباب تقویٰ نے رُوحانی اور اخلاقی تربیت کو اپنے ذمہ لے لیا۔

ابتداء میں ان کے درمیان زیادہ بُعد نہ تھا لیکن وقت کے گزرنے کے ساتھ ساتھ اپنے اپنے دائرہ کار میں رہتے ہوئے بھی دونوں طبقات عجمی خیالات و افکار کی زد سے نہ بچ سکے، یہیں سے لفظ تصوف اور صوفی کی ابتداء ہوئی۔ غالب خیال یہی ہے کہ یہ الفاظ، لفظ صفا سے مشتق ہیں اور ایک مخصوص اصطلاح کے طور پر لفظ صوفی اور لفظ تصوف کو استعمال میں لایا گیا۔ خیال رہے کہ اسلامی راہ تصوف کا تعلق نہ تو ”نھیو سونی“ سے ہے اور نہ ہی فلسفہ سے۔ اسلامی تعلیمات کی رو سے اسے راہ سلوک کہنا زیادہ بہتر ہے۔

علم تصوف اور پہلا صوفی

جابر بن حیان کی تحقیق کے مطابق پہلا صوفی عثمان بن شاکر کوفی تھا۔ پھر ان کے ہم عصر ابراہیم بن ادھم تھے۔ سرزمین ایران میں سب سے پہلے عبداللہ بن المبارک کا نام آتا ہے جب خلفائے عباسیہ کے دور میں بغداد تصوف کا مرکز بنا تو یہاں پر ہندوستانی، یونانی، ایرانی، عربی اور عجمی نظریات کو ایک دوسرے پر اثر انداز ہونے کا بے روک ٹوک موقع ملا تو پھر لفظ تصوف محض اصطلاح نہ رہی بلکہ اس نے علم کی ایک باقاعدہ اہم شاخ کا روپ دھار لیا۔ اس امر کی تصدیق یوں بھی ہوتی ہے کہ لندن کی سب سے بڑی لائبریری ”برٹش میوزیم“ میں نظام تصوف پر وسیع لٹریچر موجود ہے۔

تصوف اور خانقاہی نظام

شروع شروع میں اسلامی نظام تصوف اور خانقاہی نظام تربیت میں کوئی فرق نہ تھا۔ ازاں بعد جب فتوحات اسلامیہ نے وسعت اختیار کی تو مسلمانوں کو غیر مسلم قوموں سے ملنے جلنے اور ان کے ساتھ رہنے سہنے کا اتفاق ہوا جن کی شناخت اور ثقافت الگ تھی۔ تہذیب اور اصول جداگانہ تھے۔ نئے نئے مذاہب اور نئے نئے عقائد سے دوچار ہونا پڑا۔ اس طرح غیر اسلامی عقائد اور نظریات نے مسلمانوں کی روزمرہ زندگی پر آہستہ آہستہ اثر انداز ہونا شروع کر دیا جس سے ترک دنیا کے رُحمان کو فروغ ملا۔ ملت اسلامیہ کو اس خیال سے بہت ضعف پہنچا۔

تصوف اور راہبانہ طرز فکر

پہلے پہلے عیسائی راہبوں کی طرز زندگی اور اس وقت کے لوگوں کے مزاج اور ماحول کے مطابق راہبانہ فکری انداز کو بہت عروج حاصل ہوا۔ ایک عرصہ گزرنے کے بعد عیسائی راہبوں کی تقلید میں سب سے پہلے شام میں چند صوفیوں نے بھی خلوت خانوں کے طور پر خانقاہیں تعمیر کرائیں، ایسی جگہوں پر عبادت، ریاضت، ذکر و فکر اور رشد و ہدایت جیسے مشاغل جاری رہے۔ کسی حد تک ان کے تقدس کو برقرار رکھنے کی کوششیں بھی کی گئیں۔ بعد میں جب

اسلامی تعلیم کے نقوش دھندلے پڑنے لگے اور عالم اسلام سیاسی و تہذیبی انحطاط کا شکار ہو گیا تو یہود و نصاریٰ نے نہایت ہی چابکدستی سے کام لیا اور خفیہ طور پر جعلی اور مصنوعی قسم کے روحانی ادائے قائم کرانے میں کامیاب ہو گئے۔ ان کی جڑوں کو مضبوط کرنے والے ہمارے ہی کچھ مسلمان بھائی تھے جو ہوس زر اور دنیاوی جاہ و حسمت کے شکار ہو کر غیر ملکی حکمرانوں کی سیاسی مصلحتوں کے آلہ کار بنے اور عوام کو گمراہی کی غار میں دھکیلنے رہے۔

یہ حقیقت ہے کہ اب بھی کہیں کہیں ایسے آثار پائے جاتے ہیں جس سے قوم کو بے عملی کی راہ دکھائی جا رہی ہیں۔ مردانِ حق آگاہ اور علمائے دین کا فرض ہے کہ اس مقدس نظام کو ہر قسم کی آلائشوں اور آلودگیوں سے پاک صاف رکھنے کے لیے اپنی اصلاحی کوششیں جاری رکھیں۔

تصوف اور اقوال صوفیائے عظام

حضرت علیؑ جو ریحی فرماتے ہیں۔ علم شریعت اور علم طریقت دونوں ایک دوسرے کی تکمیل کے لیے ہیں۔

حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ کا قول ہے۔ پیروی سنتؐ کرتے رہو اور راہِ بدعت اختیار نہ کرو، اطاعت کرو اور دائرہ اطاعت سے باہر نہ ہو۔

حضرت مجدد الف ثانیؒ اپنے مکتوبات میں ارشاد فرماتے ہیں

” اُس تصوّف کو جس کا نصب العین شعا نیرِ اسلام میں مخلصانہ استقامت پیدا کرنا ہو۔ عینِ اسلام جاننا ہوں۔ “

حضرت رابعہ بصریؒ نے دُنیاے تصوّف میں حُبِ الہی کی ایک بے مثال تشریح پیش کی ہے اور مناجات کی شکل میں ربِّ کریم سے التجا کی ” اگر میں تیری عبادت جہنم کے ڈر سے کرتی ہوں تو تو مجھے نارِ جہنم کا لقمہ بنا دے اگر میں تیری عبادت جنت کے پالچ میں کرتی ہوں تو تو مجھے اس سے ہمیشہ کے لیے محروم کر دے اور اگر میں صرف تجھے تیری ذات سے تیرے لیے محبت کرتی ہوں تو اے میرے مولا مجھے اپنے جمالِ ازلی سے محروم نہ کیجیو۔ “

حضرت حسن بصریؒ نے زُبد کے بارے میں فرمایا۔ ” جو دُنیا میں اس طرح رہا کہ اس سے بغض اور نفرت رکھتا رہا وہ خود بھی کامیاب ہوا۔ اور اُس نے دُنیا کو بھی سعادت عطاء کی جو دُنیا میں اس طرح رہا کہ اُس کی محبت میں مست اور بے خود ہو گیا۔ اُس نے اپنے تئیں بھی نقصان پہنچایا اور دُنیا کے کام بھی نہ آیا “

حضرت نظام الدین اولیاء کا قول ہے۔ ” ترکِ دُنیا کے یہ معنی نہیں کہ کوئی اپنے آپ کو ننگا کرے اور لنگوٹ باندھ کر بیٹھ جائے بلکہ ترکِ دُنیا یہ ہے کہ لباس بھی پہنے اور کھائے بھی اور حلال کی جو چیز پہنچے اسے روارکھے لیکن اس کے جمع کرنے کی طرف رغبت نہ کرے اور دل کو اس سے نہ لگائے۔ “

مقصدِ کلام یہ ہے کہ انسان اگر اپنی ذات کی تکمیل چاہتا ہے
 اور اپنے حقیقی نصب العین کو کامیابی کے ساتھ حاصل کرنا
 چاہتا ہے تو محض اس دنیا کی رنگینوں میں ہی نہ کھوجائے بلکہ اس
 کی دلی وابستگی اللہ تعالیٰ کی ذات سے ہونی چاہیے اور
 رسول پاک کی پیروی کرنے کے لیے ہمہ وقت آمادہ اور خوش دلی
 کا اظہار کرے بقول علامہ اقبالؒ

مستام خویش اگر خواہی دریں دیر
 بحق دل بند و راہِ مصطفیٰ رو

تصوف اور مغربی مفکر

”جادو وہ سر چڑھ کر بولے“ اب میں آپ کو ایک مشہور مغربی
 مفکر پروفیسر ایچ اے گب کے خیالات پیش کرتا ہوں جن کا
 ذکر اس نے اپنی کتاب ”اسلامک کلچر صفحہ ۲۶۵“ میں کیا ہے
 بیان بالکل واضح ہے۔ تبصرے کی ضرورت نہیں۔

”تاریخ اسلام میں بارہا ایسے مواقع آئے ہیں کہ اسلام کے
 کلچر کا شدت سے مقابلہ کیا گیا لیکن باایں ہمہ وہ مغلوب نہ ہو سکا
 اس کی بڑی وجہ یہ ہے کہ صوفیاء کا انداز فکر فوراً اس کی مدد
 کو آجاتا تھا۔ اور اس کو اتنی قوت و توانائی بخش دیتا تھا
 کہ کوئی طاقت اس کا مقابلہ نہ کر سکتی تھی۔“

تصوف اور نتائجِ فکر

یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ عالم اسلام بارہا سیاسی تغیرات سے دوچار ہوا۔ اس کا مذہبی اور روحانی نظام انحطاط کا شکار ضرور رہا۔ مگر اس میں زندگی کے آثار ہمیشہ برقرار رہے اس کی اصل وجہ یہی تھی کہ اولیائے کرام اور صوفیائے عظام نے اپنی تبلیغی سرگرمیوں اور روحانی تربیت سے مسلمانوں کے دلوں میں چراغِ عشقِ مصطفیٰ کو روشن رکھا آج بھی صدیاں گزر جانے کے بعد جب بڑی بڑی سلطنتیں مٹ گئیں اور بڑے بڑے نامور سلاطین کے نام و نشان نہ رہے اب بھی ان مردانِ حق کا نام زندہ و پائندہ ہے ان کا فیض عام جاری ہے اور یہ فیض رستی دُنیا تک جاری رہے گا۔ دراصل اللہ تعالیٰ کا ذکر کثیر نظامِ تصوف کا جزو و کبیر ہے یہ ذکر کثیر وہ اکیر ہے جس سے انسان نہ صرف خود شناس ہو جاتا ہے بلکہ اسے معرفتِ الہی بھی حاصل ہو جاتی ہے جو حق تعالیٰ سے شدید محبت کا نشان ہے۔ بندہٴ مومن کا یہ امتیاز اس کے اعمال میں خلوص پیدا کرتا ہے جس کی وجہ اس کا ہر کام صرف اللہ تعالیٰ کی خوشنودی حاصل کرنے کے لئے ہوتا ہے۔ خدا سے قریب ترین ہونے کا یہ مؤثر ترین ذریعہ ہے۔

عاجزانه دُعا ہے کہ ربِّ کریم! اس شمعِ تصوف کو فروزاں رکھنے کیلئے ہمارے سینوں کو اپنے نور اور محبتِ رسولؐ سے معمور کر دے آمین :

احقر العباد

شیخ جیلانی الاویسی شملہ والے

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ط

اَلَا اِنَّ اَوْلِیَاءَ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَیْهِمْ وَلَا هُمْ یَحْزِنُوْنَ ط

حضرت مخدوم سید ابوالحسن علی ہجویری رشد و ہدایت اور علم و علم کے پیکر

ولادت : غزنی ۵۲۰۰ھ

وفات : لاہور ۵۲۶۵ھ

یہ بات روز روشن کی طرح عیاں ہے کہ جنوبی ایشیا میں اسلام صوفیائے کرام کے ذریعے پھیلا ہے۔ اس خطہ ارضی کی روحانی تسخیر اور اخلاقی تسخیر کی سعادت انہی بزرگوں کے حصہ میں آئی جنہوں نے اس علاقہ میں شمع ہدایت روشن کی۔ دراصل اگر ہم یوں کہیں تو بے جا نہیں ہوگا کہ آپ اس شمع کی کو اونچی کرنے آئے جو محمد بن قاسم نے سندھ میں چلائی تھی اگرچہ بزرگان دین اور فاتحین کے راستے مختلف اور علیحدہ علیحدہ تھے مگر دونوں کا مقصد ایک ہی تھا اگر ایک طرف محمود غزنوی نے سومنات کے

مندرجہ ذیل کو نوٹا تو دوسری طرف حضرت میراں حسین زنجانیؒ نے
 لاہور کے اندھیرے میں نور ہدایت کی شمع فروزاں کی تو اگر ایک طرف
 شہاب الدین غوری نے پانی پت کے میدان میں پرتھوی راج کو
 شکست دی تو دوسری طرف حضرت خواجہ غریب نواز معین الدین
 چشتی اجمیریؒ نے اس علاقے میں اخلاقی تطہیر کی جس سے اسلام کے
 دائرے میں لوگ جوق در جوق آئے۔ الغرض ہر ذوالع کا مقصد
 تشہیر و تبلیغ دین تھا۔ حضرت علی ہجویری داتا گنج بخشؒ نے دین
 کی تبلیغ کا کام کچھ اس طرح سرانجام دیا کہ رہتی دنیا تک نہ وہ جاوید
 رہے گا۔ آپ کی شخصیت اور دینی خدمات کو حضرت خواجہ معین الدین
 چشتی اجمیریؒ، زہد الانبیاء حضرت بابا فرید الدین گنج شکرؒ اور
 حضرت میاں میر لاہوریؒ کے علاوہ حضرت شہباز قلندرؒ نے
 خراج عقیدت پیش کیا۔

اسم گرامی

سید ابوالحسن علی ہجویری داتا گنج بخشؒ کی ولادت باسعادت
 ۵۲۰ھ میں غزنی کے نواح میں واقع ایک بستی ہجویر میں ہوئی۔ آپ
 نے ابتدائی تعلیم ہجویر میں حاصل کرنے کے بعد اعلیٰ تعلیم کے حصول
 کے لیے دور دراز کے سفر کئے۔ آخری عمر میں اپنے پیرومرد حضرت
 ابوالفضل الختلیؒ کے حکم پر لاہور وارد ہوئے اور تبلیغ دین کا سلسلہ
 کچھ اس انداز میں شروع کیا کہ جنوبی ایشیا کا کونہ کونہ منور ہو گیا۔

سلسلہ نسب و طریقت

حضرت داتا گنج بخشؒ کا سلسلہ نسب آٹھویں پشت میں
 شیخ خدا حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے جا ملتا ہے حضرت داتا گنج
 بخش کا شجرہ نسب اس طرح ہے سید علی بھویریؒ بن سید عثمانؒ
 بن سید علیؒ بن سید عبدالرحمنؒ بن شاہ شجاعؒ بن ابوالحسن علیؒ
 بن حسن صغر بن سید زید بن امام حسن بن علی المرتضیٰ حیدر کرار
 رضوان اللہ،

داتا صاحب کا شجرہ طریقت اس طرح ہے شیخ علی بھویریؒ مرید
 حضرت ابوالفضل الختلیؒ مرید حضرت شیخ حضریؒ مرید شیخ
 ابوبکر شبلیؒ مرید حضرت جنید بغدادیؒ مرید حضرت شیخ سہری سقطیؒ
 مرید حضرت داؤد طائیؒ مرید حضرت حبیب عجمیؒ مرید حضرت
 علی کرم اللہ وجہہ رض

لاہور آمد

سلطان محمود غزنوی کے زمانے میں آپ کو لاہور جانے کا حکم
 ہوا یہ حکم آپ کے پیر و مرشد حضرت شیخ ابوالفضل ختلیؒ نے
 صادر فرمایا۔ جو نہی آپ لاہور پہنچے تو نماز فجر ادا کرنے کے بعد
 آپ کو راستے میں ایک جنازہ ملا پوچھنے پر معلوم ہوا کہ حضرت
 حسین زنجانیؒ کا ہے اس پر اس حقیقت کا علم ہوا کہ پیر و مرشد

نے مجھے لاہور جانے کا حکم اس لیے دیا تھا کہ لاہور کی تبلیغ کا بار ان کے کندھوں پر ہے۔

تعمیر مسجد اور رُخِ کعبہ

لاہور پہنچ کر آپ نے سب سے پہلے مسجد کی تعمیر شروع کر دی۔ کچھ علماء نے اعتراض کیا کہ رُخِ قبلہ درست نہیں ہے۔ آپ نے ان سب کو نماز کے لیے جمع کر کے نماز کی امامت خود فرمائی۔ دورانِ نماز جب سب نمازیوں نے خانہ کعبہ اپنی آنکھوں سے دیکھا تو اپنی غلطی کی مُعافی مانگی۔ آپ نے مسجد کی تعمیر میں مزدوروں کی طرح کام کیا۔ آپ کے وصال کے بعد آپ کی مسجد نے دینی مدرسہ کی حیثیت سے کام کیا اور لاکھوں طالب علموں نے علم کی پیاس کو یہاں سے بجھایا۔ زائرین آج بھی اس مسجد میں نماز ادا کر کے گونا گوں رُوحانی کیف و سرور حاصل کرتے ہیں۔

حضرت خواجہ معین الدین ہشتی اجمیری کی چلہ کشی

حضرت خواجہ کو جب بارگاہ رسالت سے ہندوستان جانے کا حکم ہوا تو آپ نے حکم کی تعمیل کرتے ہوئے جب لاہور پہنچے تو داتا صاحبؒ کے مزار پر چالیس روز تک اعتکاف کر کے اپنی اگلی منزل کی اجازت لی۔ جب لاہور سے روانہ ہونے لگے تو بے ساختہ یہ شعر بیان فرمایا۔

گنچ بخش فیض عالم مظہر نور خدا
ناقصاں را پیر کامل کاملان را راہنما

گوالوں کی عقیدت

لاہور شہر کے گوالے ہر سال عرس کے موقع پر ہزاروں من دودھ سبیل لگا کر تین روز تک تقسیم کرتے رہتے ہیں۔ گوالوں کی اس عقیدت کا پس منظر یہ ہے کہ ایک ہندو جوگی ایک گوالن سے ہمیشہ دودھ لیتا تھا اور جو اس کو دودھ نہ دیتا تھا تو اس کا دودھ خراب ہو جاتا یا بھینس ہی دودھ نہ دیتی یوں وہ گوالن اور دیگر لوگ اس جوگی کو بلا ناغہ دودھ دیا کرتے تھے۔ دانا صاحب نے جب یہ عالم دیکھا تو مذکورہ گوالن کو ایسا کرنے سے منع کیا اور ساتھ ہی فرمایا کہ آج کے بعد تمہاری بھینسیں زیادہ دودھ دیا کریں گی اور ایسے ہوا جوگی کو جب معلوم ہوا تو آپ کے پاس آ کر کسی کرشمہ کا مطالبہ کرنے لگا چنانچہ آپ نے جوگی کو ایسا کرنے کو کہا تو اس نے کچھ جنت منتر پڑھ کر آسمان پر اڑنا شروع کر دیا لیکن آپ نے قرآن مجید پڑھ کر کھڑاؤں کو حکم دیا کہ اس کو نیچے لے آؤ چنانچہ کھڑاؤں نے اس کا برا حال کر دیا اور اس کرشمہ کے بعد وہ مسلمان ہو گیا۔ اس وقت سے گوالے ہزاروں من دودھ ہر سال عرس کے دنوں میں عقیدت کے طور پر تقسیم کرتے ہیں۔

ہندو حاکم مسلمان ہو گیا

اس وقت کے پنجاب کے حاکم رائے راجورام نامی نے جب حضرت داتا گنج بخش اور ہندو جوگی والا معاملہ دیکھا تو صدق دل سے حلقہ بگوشِ اسلام ہوا۔ آج بھی وہ حاکم شیخ ہندی کے نام سے مشہور ہے جو داتا صاحب نے اُسے مرحمت فرمایا تھا۔

وصال

حضرت سید، بھویریؒ حیاتِ فانی کی پینسٹھ (۶۵) منزلیں جب طے کر چکے تو پیمانہ عمر لبریز ہو گیا اور آپ نے ۳۶۵ ھ میں اپنی جانِ جانِ آفریں کے سپرد کر دی۔ آپ کے فیوضِ باطنی کا سلسلہ مزارِ پُر انوار پر مسلسل جاری ہے اور تاقیامت جاری رہے گا۔

حضرت داتا گنج بخشؒ کا مزار آپ کے وصال کے تقریباً آٹھ سال بعد سلطان ابراہیم غزنوی نے تعمیر کرایا تھا۔ سلطان کو آپ سے بہت عقیدت تھی اور ننگے پاؤں چل کر روضہ پر حاضری دیتا تھا۔ مغل بادشاہوں کو بھی حضرت علی بھویریؒ سے بہت عقیدت تھی چنانچہ آپ کے مزار کا تابوت جو کہ سنگِ مرمر کی ایک ہی سل کا بنا ہوا ہے شہاب الدین شاہ جہان کے بیٹے دارالشکوہ نے بنوایا تھا۔ اس طرح آج کل آپ کے مزار سے ملحق ایک نئی مسجد تعمیر ہو رہی ہے جس کا سنگِ بنیاد عزتِ مآب جنرل محمد ضیاء الحق صدر پاکستان

نے رکھا۔ فری ہسپتال، زائرین کی عبادت و ریاضت اور ٹھہرنے کی جگہ کشادہ صحن اور قرآن خوانی، نعت خوانی، محفل سماع اور لنگر خانہ کے لیے شاندار انتظامات کئے گئے ہیں۔ محکمہ اوقاف پنجاب کے زیر اہتمام توسیع کا کام جاری ہے۔

دانا گنج بخش اور کشف المحجوب

اجیائے دین میں علماء و صلحا نے جو گرانقدر خدمات سرانجام دیں ان سے تاریخ انسانی بھری پڑی ہے۔ خصوصاً اسلامی تاریخ کا تو کوئی گوشہ اور کوئی دور ایسا نہیں ملتا جس میں علماء اور صلحا نے کارہائے نمایاں سرانجام نہ دیئے ہوں ان بزرگ و محترم ہستیوں نے نہ صرف غلط رجحانات کی اصلاح اور فتنوں کا سدباب کیا بلکہ لادینی افکار کی یخ کٹی کر کے اسلام کی فکری اور عملی راہوں میں جونا ہمواریاں پیدا ہو گئی تھیں ان کو پاک و صاف کیا۔ اللہ پاک نے اپنے دین کی حفاظت کے لیے ہر دور میں نیک بندے جنہوں نے علم و معرفت کے ذریعے مردہ دلوں میں نئی روح پھونک دی اور روحانیت کی تعلیم دے کر دینی شعور پیدا کیا غیر مسلموں کو اسلام کی لازوال نعمتوں سے روشناس کرایا اور ان کے دامن میں کبھی نہ ختم ہونے والی مسرتوں کے انبار ڈال دیئے۔ اسلام چونکہ دین حق ہے اس پر جب کبھی آڑا وقت آیا اللہ عز و جل نے خود ہی اس کی حفاظت بھی فرمائی چنانچہ جب بادشاہت کے

سائے اسلام کے اُجلے دامن کو داغدار کرنے لگے تو حضرت ابا حسیٰ نے خود اور اہل خانہ اور ساتھیوں کو قربان کر کے توحید کی مشعل کو فروزاں کیا۔ اور اسی طرح اگر کوئی اور کٹھن وقت آیا تو ان بزرگان دین کا انتخاب فرمایا جنہوں نے میدان عمل میں آکر ان حملوں کا بڑی پامردی اور جرأت سے مقابلہ کیا۔ اسلام پر اللہ تعالیٰ کا کتنا عظیم احسان کہ جس دور میں جس طرح کا حملہ ہوا اللہ کے نیک بندوں نے اسی طرح جوانی کا روائی کر کے اسلام کی حفاظت کی۔ اسلامی تاریخ گواہ ہے کہ اسلام کے دشمن اگر علم و دانش سے لیس ہو کر آئے تو مردانِ حق نے ان کو علم و دانش کے ذریعے نچا دکھایا۔ دشمن نے اگر عقل کا جھنڈا لے کر یلغار کیا تو اسلام کے شیدائیوں نے بھی عقل کی ڈھال سے ان کے حملوں کو روکا اور ان کے جھنڈوں کو برنگوں کیا مخالفین اگر میدان جنگ میں شہ گری کے زعم آیا تو اللہ کے سپاہیوں نے دشمن کو عبرتناک شکست دی۔ اسلامی دنیا میں ایک وقت ایسا بھی آیا کہ پوری دنیا پر مسلمانوں کی دھاک بیٹھ گئی مسلمانوں کی لازوال فکری اور عملی اثاث سے پورا عالم فیضاب ہونے لگا۔ مغرب میں اندلس کے مسلمانوں نے علم و فن کی روشنی عطاء کی جس سے پورا تاریک یورپ چمک اُٹھا۔ مشرق میں بغداد، ہرقندو، بخارا سے علم و حکمت کے سوتے پھوٹے جس سے تمام مشرق سیراب ہوا۔ برصغیر کی تاریخ پڑھ کر یہ اندازہ ہوتا ہے کہ اسلام کا سورج جس وقت مشرق و مغرب دونوں اطراف اپنی ضیا پاشیاں کر رہا تھا۔

اس وقت ہندوستان کی فضا مہیب بادلوں سے ڈھکی ہوئی تھی
اللہ نے داتا صاحبؒ جیسی شخصیت کا انتخاب کر کے برصغیر کے مہیب
اندھیروں کو نورِ سحری میں تبدیل کر دیا۔ آپ نے لاہور وار دہو کر
ایک رُوحانی مرکز قائم کیا جہاں سے علم و فضل کی ایسی بارش ہوئی
کہ پورا ہندوستان سیراب ہوا۔ سید علی، بھویرمیؒ نے لاہور آ کر
رُوحانیت کا درس زبانی اور تحریری ہر دو طریق سے دیا۔ آپ
ایسا کیوں نہ کرتے آپ نے جن مخصوص سیاسی اور معاشرتی حالات
کو تبدیل کرنا تھا ان کے لیے ان دونوں ذرائع کا ہونا بہت
ضروری تھا۔ آپ اپنے ان مقاصد کے حصول کے لیے جب لاہور
کی طرف عازم ہوئے تو آپ کے پاس کھنکتے سکے نہ تھے کہ ان
کی جھنکار سنا کر کفار کو اپنی طرف مائل کر سکتے۔ مگر تاریخ گواہ
ہے کہ آپ نے تھوڑے ہی عرصے میں ہزاروں اور لاکھوں غیر
مسلموں کو حلقہ بگوشِ اسلام کیا وہ کام جو سبکتگن کے حملے نہ کر سکے
جس کی تکمیل محمود غزنوی جیسے بلند حوصلہ انسان کی شمشیرِ خارا شگاف
کفر کے اندھیروں کو مکمل طور پر نہ کاٹ سکی۔ یہاں پر ایک شبے کا ازالہ
کرنا ضروری ہے کہ اسلام تلوار سے نہیں بلکہ عمل کے زور سے
پھیلا ہے آپ کی اوصافِ جمیلہ نے ہر قسم کے حالات کا رخ
بدل کر رکھ دیا۔

ہوا ہے گو تند و تیز لیکن چراغ اپنا جل رہا ہے
وہ مردِ درویش جس کو حق نے دیئے ہیں انوارِ خروانہ

دانا صاحب نے زبانی تبلیغ کے ساتھ ساتھ تحریری تبلیغ کا سلسلہ بھی جاری رکھا۔ آپ کو یہ شرف حاصل ہے کہ آپ نے تصوف کی ترویج و ترقی کے لئے فارسی زبان میں سب سے پہلے لکھی۔ جس سے ایک طرف تصوف کے طالب علم کو بہت رہنمائی حاصل ہوئی تو دوسری طرف جو یاسے حق پانے رہاستوں کو متعین کر سکے۔ مولانا عبد الرحمان حالی نے اپنی کتاب نغمات الانس میں لکھا ہے: "اس فن تصوف کی معتبر اور مشہور کتابوں میں آپ نے بہت سے وظائف اور حقائق کو جمع فرمایا۔ آپ نے تصوف کے بارے میں اور بھی بہت سی کتابیں تحریر فرمائی ہیں لیکن جو شہرت کشف المحجوب کو حاصل ہوئی اس کا اندازہ اس سے لگایا جاسکتا ہے کہ ڈاکٹر نکلسن نے اس کا انگریزی ترجمہ شائع کیا اور اس کے علاوہ پروفیسر نے کو اسکی نے سین گراڈ سے ۱۹۲۶ء میں اس کتاب کا ایک نفیس ایڈیشن شائع کیا۔ اس کتاب پر روس میں بہت تحقیق ہوئی ہے۔

گذشتہ سطور سے یہ واضح ہوا کہ کشف المحجوب کو تصوف کی اولین مستند کتاب ہونے کا شرف حاصل ہے۔ اب ہم اسی کتاب کے تصوف کے ابواب پر ایک طاثرانہ نظر ڈالتے ہیں کیونکہ تصوف نے ہر دور میں اسلام پر دور رس اثرات مرتب کئے ہیں۔ اس لئے اس صنف کی اہمیت کو دانا کے نقطہ نظر سے واضح کرنا زیادہ درست ہے۔

تصوف کے مختلف مکاتبِ فکر اور ان کی خصوصیات

اس کتاب میں حضرت علیؑ، جویری نے اپنے عہد تک کے تصوف کے ایمان افروز حالات تحریر فرمائے ہیں۔ آپ نے فقر و غن، معرفت و شریعت، رضا، مقام، حال، ایثار، حقیقت، نفس، مجاہدہ نفس، کہ امت، معجزہ، فنا و بقا، تحقیقِ روح، توحید، رسالت، حقیقتِ ایمان، توبہ، محبتِ الہی، حقیقتِ شوق، خود و سخا، مشاہدہ الہی غرض یہ کہ ہر قسم کی شریعت کے مسائل کی تفصیل دل کش اور دل نشیں انداز میں بیان فرمائی ہے۔ آپ نے اس کتاب میں تصوف کے اسرار و رموز پر بھرپور روشنی ڈالی ہے۔ اور تصوف کے تمام پہلوؤں کو اس طرح بے نقاب کیا ہے کہ پڑھنے والے کو کسی قسم کی تشنگی محسوس نہیں ہوتی۔ آپ نے اسمِ تصوف کی تحقیق میں فرمایا: "کہ اہلِ قلم و اہلِ علم حضرات نے اسمِ تصوف کی تحقیق میں بہت کچھ کہا ہے اور کتابیں تصنیف فرمائی ہیں۔ چنانچہ اہلِ علم کی ایک جماعت کہتی ہے کہ صوفی کو اس لئے صوفی کہا جاتا ہے کہ صوفِ پشینہ کے کپڑے پہنتے ہیں۔ اور بعض یہ کہتے ہیں کہ وہ اول صف میں ہوتے ہیں اور ایک جماعت یہ کہتی ہے کہ یہ اصحابِ صفہ کی نیابت کرتے ہیں۔ بعض نے کہا کہ یہ نام صفا سے ماخوذ ہے۔ غرضیکہ ہر وجہ تسمیہ میں طریقت کے بکثرت لطائف ہیں۔ لیکن اگر لغوی معنی کا اعتبار کیا جائے تو معنی بعید از مفہوم ہو جاتے ہیں۔"

چونکہ ہر حالت میں ظاہر و باطن کی صفائی محمود اور پسندیدہ ہے۔ اور اس کی ضد کدورت سے اجتناب کرنا مقصود ہے جیسا کہ رسول اکرم کا ارشاد ہے۔ **ذهب صفوة الدنيا وبقى كدرها** دنیا کی پالینہ کی جاتی رہی اور اس کی کدورت باقی رہ گئی، گوڑھ صوفی میں لطف و پاکیزہ چیزوں سے مراد اخلاق و اطوارہ کی طہارت ہے۔ اس کتاب میں صوفیائے کرام کے بارہ مکاتیبِ فکر بیان فرمائے گئے ہیں۔

کشف المحجوب سے ماخوذ چند حکایات و ملفوظات

ویسے تو کشف المحجوب پوری کی پوری دینی راہنمائی پر مبنی کتاب ہے۔ اس میں تصوف پر بطور خاص توجہ کی گئی ہے۔ ذیل میں کچھ واقعات اور حکایات بیان کی جا رہی ہیں تاکہ عبرت والی نگاہ سبق حاصل کر سکے۔

حضرت شیخ علی ہجویریؒ نے ایک حکایت بیان فرمائی کہ ایک درویش کی ملاقات ایک بادشاہ سے ہوئی۔ بادشاہ نے کہا کہ کچھ مانگیے؟ درویش نے کہا ”میں اپنے غلاموں سے کوئی حاجت روائی نہیں چاہتا“ بادشاہ نے کہا کہ ”یہ کس طرح؟ درویش نے جواب دیا۔“ میرے دو غلام ہیں۔ اور وہ دونوں تیرے مالک اور آقا ہیں۔ ایک حرصِ دنیا دوسرا طویل عمل یعنی امید غیر متناہی اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے **الفقر عن لاهلہ** ”فقر اہل فقر کیلئے موجب عزت ہے۔“

تو جو چیز اس کے اہل کے حق میں عزت ہوتی ہے وہ اس کے نااہل کے لئے موجب ذلت ہے اور فقیر کی عزت یہی ہے کہ وہ محفوظ الجراح ہو۔ حضرت فرماتے ہیں کہ جس وقت میری گفتگو حضرت شیخ گزنیؒ سے ہو رہی تھی تو اس وقت ایک جماعت درویشوں کی ہمارے ساتھ وہاں حاضر تھی۔ جب ہم بارگاہِ شیخ سے باہر آئے تو ہر ایک کلامِ شیخ میں تصرف کرنے لگا۔ ایک گروہ تو بوجہ نادانی اس کے اندر اس قدر اختلاف کر بیٹھا کہ اس نے کہہ دیا کہ بس فقیر یہی ہے۔ ایک کہنے لگا کہ فقر کے معنی ہی یہ ہیں کہ بہت سے ٹکڑے جمع کر کے خوبصورت طریقے سے سیسے اور زمیں پر اچھی طرح پاؤں رکھ کر چلے۔

ہر ایک (درویش) اپنے اپنے گمان میں دعویٰ کرتا تھا کہ ہم طرفیت کے معنوں کو خوب سمجھتے ہیں۔ میرے دل کا رجحان اس ہستی پاک شیخ گزنیؒ کی طرف تھا۔ میں نے یہ بات پسند کی کہ اتنی بڑی ہستی کا فرمان اور اس طرح اختلافات میں مخلوط ہو جائے۔ میں نے سب سے کہا کہ آؤ ہم سب کلامِ شیخ پر بحث کریں۔ چنانچہ سب نے میرے سامنے تقریر کی اور اپنا مافی الضمیر بیان کیا۔ جب میری باری آئی تو میں نے کہا: پیوند وہی ٹھیک ہے جو فقر پر چسپاں کیا جائے نہ کہ وہ پیوند جو تن پر چسپاں ہو۔ جب تم فقر پر پیوند لگاؤ گے تو وہ اگر ٹھیک نہ بھی سیا گیا تب بھی ٹھیک رہے گا۔ صحیح بات یہ ہے کہ پیوند سے مراد صوفی کا وہ حال ہے جو بحالتِ کیف و وجد اس پر طاری ہو۔

بعض لوگوں نے میرا یہ بیان حضرت شیخ المشائخ کے حضور پیش کیا۔

تو آپ نے سن کر فرمایا: اَحْصَابِ عَلِيٍّ خَيْرٌ (اللہ) یعنی علی بن عثمان نے
 بیع کہا اور وہ میرے کلام کے مفہوم کو پہنچ گیا۔

حضرت فرماتے ہیں مدعی فقر نے ایک بزرگ سے دریافت کیا کہ حضور
 آپ نے سیاہ پوشی کیوں اختیار فرمائی ہے؟ آپ نے جواب دیا۔ حضور
 صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تین چیزیں چھوڑی تھیں: ۱۔ فقر۔ ۲۔ علم اور
 ۳۔ شمشیر۔ شمشیر تو سلاطین نے لی۔ مگر اس کے محل (اور موقع) پر اسے
 استعمال نہ کیا۔ علم علما نے اختیار کر لیا۔ مگر اسے پڑھنے پڑھانے تک ختم کر دیا
 فقر کو فقر ا نے اختیار کر لیا۔ مگر اسے وسیلہ حصول مال بنا لیا۔ میں نے ان تینوں
 کے غم میں سیاہ پوشی اختیار کر لی ہے۔

شیخ المشائخ حضرت مرعش کی روایت نقل کرتے ہیں کہ آپ بغداد
 کے ایک محلہ میں سے گزرے۔ راستے میں پیاس لگی۔ آپ نے ایک دروازے
 پر دستک دی اور پانی طلب کیا۔ ایک لڑکی اندر سے آئی اور پانی کا کوزہ
 ہمراہ لائی۔ آپ نے اس سے پانی لے کر پی لیا۔ آپ کی نظر اس لڑکی کے
 چہرہ پر پڑی۔ دل اس کے جمال پر فریفتہ ہو گیا۔ جیسا کہ مثل مشہور ہے۔
 کلی بکلک مشغول رہا کل تیرے کل پر فدا ہے (آپ وہیں بیٹھ گئے۔
 حتیٰ کہ صاحب خانہ آیا۔ آپ نے فرمایا: میرا دل ایک گلاس پانی میں
 سخت مقید ہو گیا ہے۔ مجھے تیرے گھر والوں نے ایک گلاس پانی دے
 کر میرا دل لے لیا۔

صاحب خانہ نے عرض کیا حضور وہ میری لڑکی ہے۔ میں اسے آپ
 کے عقد میں پیش کرتا ہوں۔ حضرت مرعش گھر کے اندر تشریف لے گئے اور

عقد فرمایا۔ یہ صاحب خانہ بغداد کے متمول گھرانے میں سے تھا۔ اس نے حضرت مرتعشؒ کو حرم میں بھیج کر پوشاک سکلف سے آراستہ کیا اور وہ خرقة فقر اتار ڈالا جو آپ کے زیر تن تھا۔ شب ہوئی تو حضرت مرتعش نماز میں مشغول ہو گئے اور خیال فرمایا کہ اپنے روزانہ کے اوراد سے فارغ ہو کر دھن کی طرف ملتفت ہوں گا۔ کہ یک لخت آپ نے با آواز بلند فرمایا: "صا لخرقتی" ہمارا خرقة جلدی لاؤ۔ یہ سن کر میں نے متعجب ہو کر عرض کیا کہ حضور کیا ہوا۔ آپ نے فرمایا کہ مجھے خلوت زار سے ابھی آواز آئی ہے کہ مرتعش جو پہلی نظر تو نے ہمارے سوا غیر پر ڈالی تھی اس کی سزا میں ہم نے تجھ سے لباس محبوبیت اتار لیا ہے۔ اب اگر دوسری نظر بھی ڈالی تو ہم لباس آشنائی بھی سلب کر لیں گے۔ گویا وہ لباس جس کے پہننے سے رضائے الہی مقصود ہو۔ محبوبان الہی کے تمتع میں اسے پہننا ہو تو اپنے رب سے علاقہ رکھنے کے لئے ہمیشہ اس پر راضی برضا ضروری ہے اور یہ استقامت نہیں بلکہ مبارک و مسعود ہے۔

حضرت فرماتے ہیں ایک دن میں اپنے شیخ کے ہم رکاب تھا۔ چلتے چلتے آذربائیجان کی آبادی سے گزرا۔ میں نے دو تین خرقة پوش دیکھے کہ گندم کے ڈھیروں پر کھڑے ہوئے ہیں۔ اور اپنے خرقة کے دامنوں کو کسانوں کی طرف پھیلا رکھا ہے تاکہ وہ اس گندم میں سے ان کے دامنوں میں کچھ ڈالیں۔ میرے شیخ قدس سرہ نے ان کی طرف نظر ڈالی اور آیت کریمہ تلاوت فرمائی۔ (یعنی یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے گمراہی خریدی۔ بد امت کے بدلے تو ان کی تجارت نے انہیں کچھ فائدہ نہ پہنچا اور یہ

ہدایت یافتہ نہیں ہیں۔ میں (علی بن عثمان) نے عرض کی حضور یہ لوگ کس ذلت میں مبتلا ہیں کہ لوگوں کی نظروں میں ذلیل ہو رہے ہیں۔ شیخ نے فرمایا کہ ان کے پیر کو مرید جمع کرنے کی حرص ہوئی ہے تو ان کو دنیا جمع کرنے کی حرص ہو گئی ہے۔

حضرت فرماتے ہیں کہ حادث محاسنی کے متعلق مروی ہے آپ نے چالیس سال و پو ار سے تکبہ نہ لگایا اور آپ ہمیشہ دوزالوں بیٹھتے تھے۔ لوگوں نے آپ سے اس کی وجہ پوچھی تو آپ نے فرمایا۔ مجھے شرم آتی ہے کہ حضورِ حق کے مشاہدے میں بندوں کی طرح نہ بیٹھوں اور میں علی بن عثمان جلالی ہوں۔ میں خراسان کے ایک قصبہ میں پہنچا۔ وہاں ایک بزرگ تھے جنہیں ادیب کندی کہتے تھے۔ وہاں کے مشہور بزرگ تھے۔ یہ بیس سال برابر قیام میں رہے۔ سو اسے تشہد کے نماز میں کبھی نہ بیٹھے۔ ان سے میں نے سبب دریافت کیا۔ فرمایا ابھی میرا وہ درجہ نہیں کہ حضورِ حق کا مشاہدہ بیٹھ کر کروں۔

حضرت روایت کرتے ہیں عبداللہ بن جعفر ایک چراگاہ میں پہنچے اور حبشی غلام کو دیکھا کہ بکریوں کی رکھوال کر رہا ہے۔ اتنے میں ایک کتا آیا اور اس حبشی کے آگے بیٹھ گیا۔ اس نے روٹی نکالی اور کتے کے آگے ڈال دی۔ پھر تھوڑی دیر کے بعد دوسری روٹی بھی ڈال دی اور پھر تیسری بھی ڈال دی۔ عبداللہ فرماتے ہیں۔ میں اس کے پاس گیا اور کہا اے غلام تیری روزانہ خوراک کتنی ہوتی ہے جواب دیا اتنی ہی ہوتی ہے جو تم نے دیکھی ہے۔ آپ نے پھر فرمایا کہ پھر تو نے سب روٹی کیوں

ڈال دی ہے۔ غلام نے کہا اس لئے کہ یہاں کتے نہیں ہوتے اور یہ کہیں دور سے آیا ہے۔ مجھے اچھا معلوم نہ ہوا کہ اس کی محنت ضائع کر دوں صاحب کشف المحجوب حضرت ابراہیم خواصؑ کی روایت آداب تہجد و نکاح کے باب میں بیان فرماتے ہیں کہ ایک گاؤں میں ایک بزرگ کی زیارت کو گیا۔ جب وہاں پہنچا تو دیکھا کہ اس کا گھر اولیاء اللہ کی طرح صاف ستھرا ہے۔ اس میں دو محراب بنے ہیں۔ ایک محراب میں وہ بزرگ بیٹھے تھے۔ دوسری محراب میں ایک ضعیف عورت پاکیزہ اور منور چہرہ بیٹھی ہوئی تھی۔ دونوں ریاضت کی وجہ سے ضعیف ہو چکے تھے میری حاضری سے بہت خوش ہوئے۔ میں تین روز وہاں رہا۔ جب میں نے واپسی کا ارادہ کیا تو چلتے وقت پوچھا یہ پاک دامن بی بی آپ سے کیا تعلق رکھتی ہیں۔ آپ نے جواب دیا بیوی! میں نے عرض کیا کہ آپ تین روز سے ایک دوسرے سے قطعی بیگانہ ہیں تو جواب دیا کہ ہاں ۶۵ برس سے ہم اسی حالت میں ہیں۔ تفصیل کچھ یوں کہ شبِ عروسی اور پھر اُس سے اگلی شب اس عابدہ خاتون نے بہ اجازت شوہر عبادت و ریاضت میں گزار دی اور زود و شوہر سجدہ شکر اللہ کے حضور بجالائے۔ تیسری شب خود شوہر نے کہا کہ آج کی شب میری خاطر شب بیداری ہونی چاہئے۔ اس بات کو ۶۵ برس گزر گئے دونوں مہاں بیوی اسی معمول کے مطابق عبادتِ الہی میں مصروف ہیں۔ اور خواہشِ نفسانی سے مکمل طور پر دور رہے۔

حضرت فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ میں نے دمشق کے درویشوں کے

ساتھ ابن المعتلا کی زیارت کیلئے جانے کا قصد کیا۔ یہ رسمہ کے گاؤں میں رہتے تھے مدستے میں ہم نے آپس میں باتیں کیں کہ کچھ دل میں سوچ کر چلوتا کہ وہ حضرت ہمیں ہمارے باطن سے مطلع کریں اور بیماری مشکل حل ہو۔ میں نے دل میں سوچا کہ

• مناجات ابن حسین کے اشعار ان سے سنوں۔

• دوسرے نے سوچا مجھے طحال کا مرض ہے اس سے آرام آجائے۔

• تیسرے نے کہا مجھے حلوہ صابونی ان سے لینا ہے۔

جب ہم ان کی خدمت میں پہنچے تو انہوں نے کچھ اشعار مناجات ابن حسین کا غز پر لکھے ہوئے میرے سامنے رکھ دیئے۔ اور دوسرے کے طحال پر ہاتھ پیرا وہ جاتا رہا۔ تیسرے سے کہا کہ حلوہ صابونی سپاہیوں کی غذا ہے اور تو ادیاء کا لباس رکھتا ہے اور ادیاء کے لباس والے کو سپاہیوں کا مطالبہ درست نہیں۔ دونوں باتوں میں سے ایک بات اختیار کرنا بہتر ہے۔

حضرت داتا گنج بخش کا قول محبت کے باب میں نقل فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے دل کو جسم سے سات ہزار سال قبل پیدا فرمایا اور مقام قرب میں رکھا۔ اور جانوں کو دلوں سے سات ہزار برس پہلے تخلیق کر کے درجہ وصل میں رکھا۔ ہر روز ۳۶۰ مرتبہ ان پر ظہورِ جمال فرمایا اور انہیں ۳۶۰ بار نظر سے سرفراز کیا اور کلمہ محبت اسے سنایا اور ۳۶۰ لطائف انس اس پر منکشف کئے۔ حتیٰ کہ کائنات پر نگاہ کر کے فیصد کیا تو اپنے سے زیادہ کسی کو اس کا اہل نہ پایا۔ اس میں

فخر و غرور پیدا ہوا تو اللہ تعالیٰ نے سب کا امتحان فرمایا اور سر کو جان میں مقید کیا اور جان کو دل میں رکھا اور دل کو تن میں رکھ کر عقل سے انہیں مرکب کیا۔ پھر انبیاء کرام مبعوث فرمائے اور اپنے احکام بھیجے تو ہر ایک اپنے اپنے مکان میں اسی کا متلاشی ہوا۔ حق تعالیٰ نے انہیں نماز کا حکم دیا کہ جسم نماز میں ہو اور دل محبت میں، جان قربت میں ہو اور سر وصل میں۔

دانا صاحب نے ساری زندگی دین حنیف کی تبلیغ و تشریح میں گزارا کہ اطیع اللہ و اطیع الرسول کا مقصد پورا کیا۔ پشاور سے اس کمارہی تک پھیلے ہوئے گھٹا ٹوپ اندھیروں کو روشنی میں بدل دیا۔ آپ کی دینی قدر و تاملت کا اس بات سے اندازہ ہوتا ہے کہ حضرت غوث اعظم جیلانی نے فرمایا تھا کہ اگر میں سید ہجویری کے زمانے میں ہوتا تو ان کی خدمت میں چل کر پیش ہوتا۔ آپ کی ساری زندگی حضرت جنید بغدادی کے اس قول کے مطابق گزری کہ اللہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت بذات خود ایک بڑی کرامت اور عبادت ہے۔ گویا کہ آپ حضرت اجیری کے اس شعر کا ثبوت تھے۔

گنج بخش فیض عالم نظر نورِ خدا ناقصاں را پیر کامل کا ملاں را رہنما
اللہ ہمیں ان کے بتائے ہوئے اور اپنائے ہوئے راستوں پر
چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

داعی الخیر: اے جی اسکندر شیخ سرپرست مہم کزی بہن خدام الفقراء
ای بلاک ۱۰۹ سٹلائٹ ٹاؤن - راولپنڈی پاکستان

بحضرت سید ہجویرؒ

سید ہجویرؒ! شیدا ہے زمانہ آپ کا
مرجع شاہ و گدا ہے آستانہ آپ کا

ظلمتوں میں مشعلِ دیں کی فروزاں آپ نے
کفر کے ایوان میں گونجا ترانہ آپ کا

خطہ پنجاب چمکا آپ کے فیضان سے
ذڑے ذڑے کی زباں پر ہے فسانہ آپ کا

آپ کے اقوال زریں جگمگاتی مشعلیں

کاشف الاسرار، حرفِ محرمانہ آپ کا

گنجِ بخشش کے لیے بھیجا خدا نے آپ کو

اور بھرتا ہے لٹانے سے خزانہ آپ کا

جامِ چلتے ہی رہیں گے بادۂ عرفان کے

مختر تک قائم رہے گا بادہ خانہ آپ کا

حفیظ تائب

بصد شکر یہ روزنامہ مشرق لاہور

پیشکش کیلئے

حکمتِ دینِ اسلام اور قرآنی فلسفہٴ حیات

- کو فروغ دینا اور اس پر پوری سنجیدگی سے عمل پیرا ہونے کی ترغیب دانا۔
- اللہ تعالیٰ کی رضا کے حصول کیلئے ہمیشہ سرگرم عمل رہنا۔
- مسلمانوں کے قلوب میں عشقِ مصطفیٰ کی شمع روشن رکھنا اور عظمتِ اہل بیت و صحابہ کا نگہبان ہونا۔
- شانِ فقر اور شانِ اولیاءِ کرام کا پاسبان ہونا۔ ان کے تبلیغی مشن کو جاری رکھنا۔
- روحانی کیف و سرور حاصل کرنے کے لیے پاکیزہ روحانی مجالس کا انعقاد کرنا۔
- انجمنِ وطنِ عزیز کے برمسلمان پاکستانی کی واحد ملک گیر تنظیم ہے جو سیاسی گروہ بندی سے بالکل آزاد ہے اور مسلمانوں میں صحیح اسلامی رُوح بیدار کرنا چاہتی ہے۔
- اللہ تبارک و تعالیٰ ہم سب کو یہ توفیق عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین

اگر کوئی خواہشمند اس کتاب کو بلا تحریف اپنے نام اور پتہ پر چھپوا کر فی سبیل اللہ تقسیم کرنا چاہے تو اسے اجازت ہے۔ اللہ تعالیٰ توفیق عطا فرمائے۔ آمین

نوٹ: کتابچہ کے ٹائٹل کا پازٹیو اور کتابت شدہ کاپیاں مندرجہ ذیل پتہ سے حاصل کریں

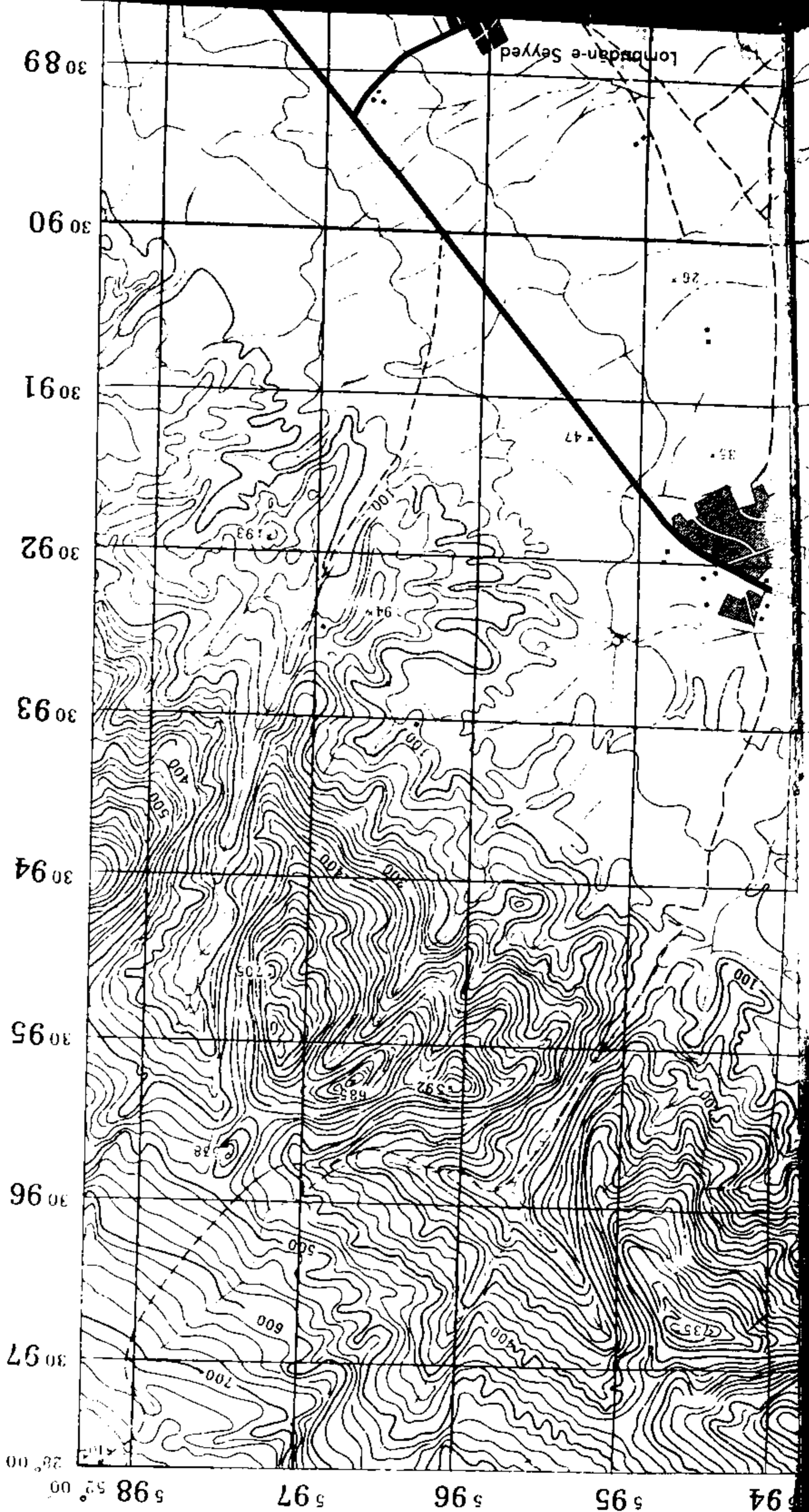
الحاج گلزار احمد سیکرٹری نشر و اشاعت، انجمنِ خدمتِ لفقہ، گلزار اسٹیٹ ایجنسی، بہاولپور روڈ نزد ننگ پونگی لاہور

نذرانہ عقیدت، ڈاکٹر دلاور خان زاہد

۸۴۰۲۳۰

۸۴۰۲۳۰

سعیدیہ نرسنگ ہوم حیدری چوک سید پور روڈ، راولپنڈی فون



N
1-DMA SERIES K753 SHEET 6345 I

